مرسی جو کوئی جمیا مرنوں مول نہ لُک
نوشہ ویلا موت دا ذرا نہ پوسی چُک

یہ اشعار بھی دیکھئے:

اللہ سچے نوں آکھ سہائی
جو اوہ چاہسی تھیسی سائی (1)

سچ در مرشد والا جتھوں سچ دا خیر ڈِھیا
سچے خیروں بھیگھے سانگے سچا روپ بھیا(2)

دریشاں دا سنگ نہ چھڈیں سنگ نہ سنگ چھوڑیسی
جس خاوند پنج چکن دتی چوگ بھی آپے دیسی(3)
ہژدہ ہزار عالم جو بانی تینوں کیویں وِسریسی
نوشہ کلمہ آکھ دل جانوں رب کلمے دی لاج رکھیسی

ان اشعار میں تولسن، پائے، سائے، ہوسی، پوسی، چھک پہنچسی، چاہسی، تھیسی، سائی، ڈِھیا، چھوڑیسی، دیسی (دےسی) وسریسی، اور رکھیسی وغیرہ خالص گجراتی لہجے کے الفاظ ہیں۔ جو آج بھی تحصیل پھالیہ کے دیہاتوں میں یونہی بولے جاتے ہیں۔ اس طرح کا ایک اور دوہڑہ دیکھئے:

جیہناں ہِک پچھانیاں خادم ہوون سَے نوشہ دُبھتا والیاں من وچ گرب ودھے (4)

-1 کشکول نوشاہی (قلمی) ص 26، گنج شریف ص 195
-2 ایضاً ص 64 ، ایضاً ص 204
-3 ایضاً ص 190 ، ایضاً ص 143
-4 ایضاً ص 206 ، ایضاً ص 370

حضرت ایہہ فرمایا سن پیارے سچیار   میرے نال جس پیار ہے تس نال مینوں پیار [1]

ان شعروں میں سے ، دبھتا (دوئی) گرب ، جس تس وغیرہ خالص اس علاقے کے الفاظ ہیں اور آج کی روزمرہ کی زبان میں شامل ہیں۔ مزید وضاحت کے لیے کشکول نوشاہی کی مندرجہ ذیل دو منظوم حکایات دیکھئے۔ جو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کی زبان کا بہترین نمونہ ہیں:

راہ چلیندے پاندھنوں ڈِٹھا ایہہ خیال   ٹُنڈی مُنڈی بُونبڑی جنگل پئی بے حال [2]
ڈِھٹھی ڈِگی ہِک تھاں مول نہ سکے ہل   تکے ول اسمان دی ویکھے خاوند ول
پاندھی ایہہ دھیان کر اوتھے رہیا کھڑوئے   کیکوں ہوسی ایہہ کھاوندی ، پینڈی کتھوں ہوئے
شینہ لیایا پاہڑا کھادوس لونبڑی پاس   جاں اوہ گیا کھائیکے کھادا لونبڑی ماس
اونویں اُٹھی بدلی ، وسّن لگا مینہ   پانی اوس پہنچایا جیویں ماس لیایا شینہ
مرد مسافر ویکھ کے کہیا دل دے نال   کر توکل بیٹھ رہو چھڈ دے سبھ جنجال
جاں گھر آیا اپنے ہو بیٹھا بیکار   کتنے دن جاں گزرے بھُکھاں کیتا خوار
عرض کیتوس درگاہ وچ اے رازق رحمان   میں کر توکل بیٹھا لونبڑی دا کر دھیان
اوسے ویلے آیا درگاہوں آواز   اے توں مرد توکلی ہمت دا کر ساز
توں تاں ناہیں لونبڑی ٹنڈا منڈاناں   کاہے اس دی ریس کر بیٹھا ہیں مل تھاں
کرلے ریس اوس شیر دی عاجزاں نوں پہنچائے   ہمت کر کے آپ کھا ہوراں بھی کھوائے
رکھ توکل حق تے جنئیں دے ہتھ سبھ کار   جو کجھ آپوں ہوسکے کر ہمت نہ ہار
آکھے نوشہ قادری ہمتی سدا نہال
بے ہمت نامرد ہے مرد جو ہمت نال

o

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص110، گنج شریف ص532
2- ایضاً ص198 ، ایضاً ص529

حکایت نمبر 2

ہِک سمیں کسے ملک دا مرن لگا سردار　　پُتراں مِتراں سدیوس جوڑ میل پروار[1]
منگوائے دستے تیر دے دتے ہِک ہِک ہتھ　　دستہ دستہ آکھیوس بھنوں ہو سر لتھ
دستہ آپو آپناں آپو اپناں زور　　ٹُٹن ناہیں توڑیاں آئے لگی گھنگھور
پھر کہیا بادشاہ نے ہِک ہِک کرکے تیر　　توڑو نال آرام دے ہووٗ نہیں زہیر
جاں بھنن ہِک ہِک تیر کرتاں ہِک ہِک ٹٹدا جائے　　پل وچ دستے توڑ لئے زورا لگا نہ کائے
تاں کیہا سردار نے میں احمق نہیں نادان　　ایہہ نہ من وچ جاننا جو کیتا مفت زیان
ایہہ سمجھائیا تساں نوں جے رکھسو اتفاق　　نہ مارے کوں اکٹھیاں بناں ہِک خلّاق
ٹٹے ناہیں توڑیاں دستے رہے توڑ　　ہِک ہِک کرکے توڑیاں لگا ذرا نہ زور
آکھے نوشہ قادری ایکا سبھ تھوں واہ
ایکا اتے ایکتا کرے بے پرواہ

ان دونوں حکایات میں راہ چلیندے ،پاندھنوں، ہلّ (ہلنا) کھڑوئے، کیکوں، ہوسی ، کھادوس ، کھائیکے ، کیتوس ، کاہے، کھوائے ، ہِک سیمیں ، سدیوس، آکھیوس ،گھنگھور ، زورا ، کائے، رکھسو وغیرہ ہم خالص گجراتی لہجے کے الفاظ ہیں جو تحصیل پھالیہ کے دیہاتوں میں بولی جانے والی زبان میں صدیوں سے چلے آرہے ہیں۔

اگر ہم گجرات کے علاقے میں بولی جانے والی زبان پر غور کریں تو پتا چلتا ہے کہ بعض الفاظ کے آخر میں یائے مجہول کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے جنگ سے جنگے ، بہشت سے بہشتے ، دل سے دلے ،کھوہ سے کھوہے ، وغیرہ ہم۔ گنج شریف کے اکثر اشعار میں استعمال ہونے والے الفاظ میں یہی اصول کارفرما نظر آتا ہے۔ مثلاً کچھ شعر دیکھئے:

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص 262، گنج شریف ص 540

جیہناں منیاں رب رسول نوں تے آندا امر بجائے
نوشہ کہے سن پیاریا سے سچے مرد خدائے [1]

گُل چِٹھا معانی والا پاک محمدؐ لیایا
کلمہ پڑھے سو بہشتے داخل آپ رسول فرمایا [2]

ایہو فکر دلے وچ آہا جو تھیوے کیویں مجلے
مہر نظر کر نوشہ مرشد کیتا پاک تسلے [3]

ع ہکسے ٹپ دلے ماریاں کھوہے دے وچ جان [4]

جَیں ہک واری کلمہ پڑھیا سچے دلوں زبانوں
تے قائم رہیا کلمے اُتے سنیو مسلمانوں [5]
داخل وچ بہشت دے ہوسی بناں حساب کتابوں
رہسی نت بہشتے اندر چھٹسی سبھ غذابوں

مونہوں کلمہ آکھیا صدق دلے دے نال
سُتھرا تن من کپڑا ایہہ نوشہ دا حال [6]

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص 80، گنج شریف ص 248
2- ایضاً ص 60 ایضاً ص 505
3- ایضاً ص 328 ایضاً ص 387
4- ایضاً ص 127 ایضاً ص 568
5- ایضاً ص 70 ایضاً ص 491
6- ایضاً ص 242 ایضاً ص 368

ظاہر باطن ہک خدائے
نوشہ اس وچ فرق نہ کائے [1]

اکتا بہشت پیاریا دوزخ بھرم دوئی[2]
نوشہ آپ بھلائے کے دبھتا خلق پئی

ان اشعار میں لفظ بجا سے بجائے ، خدا سے خدائے ، بہشت سے بہشتے ، دل سے دلے ، کھوہ سے کھوہے ، بھُلنا سے بھلائے ، وغیرہ الفاظ بنائے گئے ہیں۔ جن کے معنی ومفہوم سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ اسی طرح بعض الفاظ کے آخر میں یائے معروف یعنی چھوٹی (ی) کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسے قیامت سے قیامتی ، سلامت سے سلامتی ، نیامت سے نیامتی اور دولت سے دولتی وغیرہ وغیرہ۔ گنج شریف میں اس قسم کے بہت سے الفاظ اشعار میں استعمال ہوئے ہیں۔ یہاں نمونے کے طور پر چند شعر پیش کیے جاتے ہیں:

جو اللہ منن ہک کرتے منن نہیں رسول نوشہ روز قیامتی سے نہ چھٹن مول [3]
نوشہ روز قیامتی تکڑ آئے کھڑوسن تکسن عمل جو بندیاں وزن اندازہ ہوسن [4]
توں اگّی دی پرتھمی کائی ٹدھ سمہال پانی تیرارپ کیوں کی تس ویر تیرے نال [5]
دنیا داراں مورکھاں دولتی نال خیال ڈولے نہ یادی رب دا جس خاوند لیا سمہال [6]

-1 کشکول نوشاہی (قلمی) ص 161، گنج شریف ص346
-2 ایضاً ص91 ایضاً ص456
-3 ایضاً ص80 ایضاً ص248
-4 ایضاً ص199 ایضاً ص250
-5 ایضاً ص296 ایضاً ص392
-6 ایضاً ص88 ایضاً ص254

ان اشعار میں قیامتی، اگی اور دولتی وغیرہ ہم خالصتاً گجراتی لہجے کے الفاظ ہیں۔ ایسے الفاظ لاہور کا رہنے والا کبھی استعمال نہیں کر سکتا۔ اسی طرح بعض الفاظ کے درمیان حرف ''ڑ'' کا اضافہ کر کے صوتی آہنگ میں جنبش پیدا کی جاتی ہے۔ بظاہر لفظ کی املاء ضرور تبدل ہو جاتی ہے لیکن اس کا مفہوم سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ مثلاً:

شیخاں اتے مشائخاں اوکھے اوکھے راہ — پوہتے اسیں سکھالڑے مرشد سندے راہ [1]

پوہتے اسیں سکھالڑے کہے فقیر نوشاہ — مرشد پار لنگھایا کہے فقیر نوشاہ [2]

جتھوں چائی مٹڑی حضرت عزرائیل — اوتھے ہی پھر اپڑے آیا حکم جلیل [3]

کلمہ نشانی فضل دی پڑھے سو بخشیا جائے — فضلاں تے چھٹکارڑا عمل نہ تپچے کائے [4]

اوہو حاکم سبھ دا ہور نہ حاکم کوئے — ویکھ رنگی دے رنگڑے سبھ حیران کھڑوئے [5]

کِتے گولا کِتے ہوئے کراڑا کِتے پیلا تے کِتے لال [6]

کِتے ساوا، کِتے میلا کالا، کِتے چھال کِتے ڈال

ان اشعار میں سوکھے سے سکھالڑے، مٹی سے مٹڑی، چھٹکارا سے چھٹکارڑا، کوڑا سے کوراڑا، رنگے سے رنگڑے، کھلوئے سے کھڑوئے وغیرہ جیسے الفاظ بنائے گئے ہیں۔ دراصل اس زبان پر لہندی لہجے کے اثر کے باعث ایسا ہے اور یہ زبان گجرات کے مغربی علاقے میں بولی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر چند ایک اشعار دیکھئے جن سے اس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ یہ زبان لاہور یا لاہور کے اردگرد کے علاقے کی

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص 57، گنج شریف ص268

2- ایضاً ص 81 ، ایضا ص508

3- ایضاً ص 223 ، ایضا ص390

4- ایضاً ص 99 ، ایضا ص146

5- ایضاً ص 100 ، ایضا ص426

6- ایضاً ص 217 ، ایضا ص537

نہیں بلکہ خالصتاً گجرات کے مغربی علاقے کی ہے:

بہشت اساڈے اندر وسے دوزخ لکھ سے سے کوہیں نسے [1]
بہشتیں ساڈا ہے بسرام دوزخ ساتے ہوئے حرام
ہک سو ہک او پر دانہ تسبیح نال امام دے دھاگے نال پروتے وتن طالب کلمہ کلام دے [2]
نوشہ مرشد سچواں جس دتی سچی مت جو ہونی سو ہووسی جیونہ جھورے گھت [3]
دین دار واقف ہووے ناہیں رب رسول کیہ جانے رب رسول پچھانے اوہو جو صدق دین تے آنے [4]

ان اشعار میں بہشتیں ، ساتے ، وتن ، ہووسی اور گھت جیسے الفاظ خالص گجراتی لہجے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ چوتھے شعر کے دوسرے مصرعے میں لفظ آنے استعمال ہوا ہے۔ اصل میں یہ لفظ لانے کے معنوں میں ہے یہی لفظ کئی ایک صورتوں میں گنج شریف کے اشعار میں موجود ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے یہاں صرف دو شعر پیش کیے جاتے ہیں:

مرشد سچے ہک تے صدق تاں صادق آنسی جیں ہک مرشد منیاں من تن موجاں مانسی [5]
منن دیاں نشانیاں نوشہ دے سنا صدق ،صبوری بندگی ، آثن امر بجا [6]

یہ الفاظ جہلم سے لے کر پنڈ دادنخان اور گھگانوالی دے درمیانی علاقے میں بولے جاتے ہیں۔ نوشہ صاحبؒ کے آباؤ اجداد پنن وال سے ہجرت کر کے گھگانوالی تشریف لائے تھے۔ بعد ازاں نوشہ صاحبؒ پنن وال جاتے رہتے تھے۔ اس لیے اس

1- کشکول نوشاہی ص 135 ، گنج شریف ،ص 496
2- ایضاً ص 283 ایضاً ص 386
3- ایضاً ص 94 ایضاً ص 196
4- ایضاً ص 16 ایضاً ص 220
5- ایضاً ص 196 ایضاً ص 347
6- ایضاً ص 64 ایضاً ص 72

علاقے کے مخصوص الفاظ کا آپ کے اشعار میں استعمال ہونا فطری امر ہے۔ جبکہ لاہور کا کوئی بھی شاعر یہ مخصوص الفاظ نہیں استعمال کر سکتا۔ چنانچہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ان اشعار میں استعمال ہونے والی زبان گجرات کے مغربی علاقے کی مخصوص زبان ہے۔

گنج شریف کا موضوع

کسی بھی تحریر کی اہمیت کا اندازہ اس کے موضوع سے لگایا جاتا ہے۔ کیونکہ موضوع ہی اصل میں کسی کتاب کے اندرونی مواد، مصنف کا افکار اور اپنے عہد کی عکاسی کرتا ہے۔ گنج شریف کا موضوع اسلامی تصوّف ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور کے صوفیاءِ عظام نے اپنے صوفیانہ خیالات ونظریات کے اظہار کے لیے نظم یا نثر کا سہارا لیا اور اپنے نظریات لوگوں تک پہنچانے کے لیے کبھی وعظ ونصیحت کو اپنایا اور کبھی شعروشاعری کو ذریعہ بنایا۔ پنجابی میں بابا فریدؒ اور شاہ حسینؒ جیسے عظیم صوفی شعراء کی امثال موجود ہیں۔ نوشہ گنج بخشؒ نے بھی پنجابی کی اس صوفیانہ روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے ہزاروں اشعار کا اضافہ کیا۔ بلکہ اس ضمن میں نوشہ صاحبؒ نے سب سے مختلف کام کیا ہے۔ پہلا تو یہ کام کیا کہ اپنے دور کے تمام ہمعصر صوفی شعراء سے زیادہ لکھا۔ دوسرے آپ نے تصوف کے ہر موضوع پر کھل کر روشنی ڈالی ہے اور جن موضوعات پر لکھا اس میں اس قدر وضاحت اور صراحت ہے کہ کہیں بھی تشنگی کا احساس نہیں ہوتا۔ وحدت ، رسالت ، ایمان ، صدق ، یقین ، تقدیر، شریعت کی پابندی ، طریقت ،حقیقت ،معرفت ،صبر ،شہادت ،فقر ،فقیری ، فقہ ،نماز ، روزہ ، حج ، زکواۃ ، عشق ،خودی، بندگی ، قیامت ، پلصراط ، ذکر ،تسبیح ،توبہ، نیک اخلاق ، حلال ،حرام ، جذبہ اور سلوک ،مراقبہ، دنیا اور اسکی حقیقت ،مسئلہ تناسخ کا رد، مرشد ،مرشد کی اہمیت اور ضرورت، مرشد کے فرائض، مرید، مرید کی پہچان اور فرائض، وحدۃ الوجود، ہمہ از اوست اور ہمہ اوست جیسے مسائل پر کھل کر بحث کی ہے۔ یہاں ان میں سے صرف چند ایک

موضوعات کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

شریعت

نوشہ صاحبؒ کا شمار پنجاب کے ان صوفیاء میں ہوتا ہے جو نہ صرف شریعت کی ظاہری پابندیوں کو ہی ضروری خیال کرتے تھے اور نہ ہی ان میں سے تھے جو صرف اور صرف باطن کی صفائی پر زور دیتے ہیں۔ آپ شریعت کی ظاہری پابندیوں کو بھی اتنی ہی اہمیت دیتے تھے جس قدر باطن کی صفائی کو ضروری خیال کرتے تھے۔ آپ وہ فرماتے ہیں۔ شریعت کو ترک کر کے کوئی شخص درویش یا فقیر نہیں بن سکتا ہے۔ ان کے نزدیک درویشی کا پہلا سبق ہی شریعت کے احکامات پر عمل کرنا ہے:

کم نہ ہووے شروع بن دینی دنیائی　　باجھ شریعت منیاں کاہدی فقریائی
غیر شرع جو پیر ہے سو پیر نہ کہیے　　غیر شرع فقیر تھیں ہک پل نہ بہیے [(1)]
فقہ باجھ فقیری ناقص سن پیارے سچیار　　باجھ فقیری فقہ معطل نوشہ کہے پکار [(2)]
جیہڑا قائم شرع تے سوئی مرد فقیر　　آکھے نوشہ قادری غیر شرع بے پیر [(3)]

کلمہ

کلمہ اسلام کی پہلی سیڑھی یا بنیاد ہے جس کی وجہ سے انسان ، اللہ کے واحد ہونے اور حضرت محمدؐ کے رسول ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ یعنی توحید اور رسالت کا اقرار ہی نوشہ صاحبؒ کے نزدیک اصل اسلام ہے:

ع　کلمہ آکھو مومنو! ایہو ہے اسلام

رسالت کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص 112 ، گنج شریف ص 265
2- ایضاً ص 3　　ایضاً ص 371
3- ایضاً ص 112　　ایضاً ص 267

سچا راہ محمدی ہور سبھ جھوٹھے راہ — نوشہ کلمہ پاک کہہ پُج پئے درگار (1)

کلمہ مونہوں آکھیا دلوں بجانوں من — آکھے نوشہ قادری دھن محمدؐ دھن

شکر کراں اس حق دا جس لایا سچے راہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مرشد

نوشہ صاحبؒ نے اپنی شاعری میں سب سے زیادہ زور مرشد کی ضرورت پر دیا ہے۔ ان کے نزدیک مرشد کے بغیر خدا تک رسائی حاصل کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس لیے وہ مرشد کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ارے ارے درگاہ تھوں بے مرشد بے پیر — نوشہ مرشد مانیاں ہویا پاک فقیر

پکڑ مربی مرشد پورا !! — جس دے ملے ہوئے حضورا

بِن مرشد کون دسے راہ — مرشد پہنچاوے درگار

بِن راہبر کوئی راہ نہ پاوے — بِن راہبر سب اوجھڑ جائے

مرشد پائیاں اللہ پایئے بِن مرشد کجھ ناہیں — ستھرا رہنا ستھرا بہنا کہنا نیک اتھائیں

مرشد باجھ قبول نہ بندگی ناہیں حق وصول — دین دا واقف ہووے ناہیں کیوں تھیوے مقبول

درویشی اور فقیری

نوشہ صاحبؒ کے نزدیک درویش کی پہچان یہ ہے:

نوشہ خدمت ، بندگی ، مہر ، صبر ، یقین
پنجے کم درویش دے کرے جو مرد مسکین (2)

نوشہ صاحبؒ کے خیال میں درویشی دراصل پیار محبت اور خیر کا نام ہے۔

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص 91، گنج شریف ص 481

2- ایضاً ص110 ایضاً ص335

درویش وہی شخص ہوتا ہے جو لوگوں کے دلوں سے دشمنی، حقارت، نفرت کی جڑیں اکھاڑ پھینکے اور ان کی جگہ پیار، محبت، صلح اور آشتی کے پھول کھلائے۔

نوشہ پنتھ درویش دا بےغم بے وسواس   جتھے وَیری کوئی نہ تتھے اوہناں دا واس
ایہہ نہ ویری کسے دے کرن نہ کسے وَیر   اوہناں ویری کوئی نہ جتھے کتھے خیر [1]

درویشی کل خیر پیارے درویشی گُل خیر [2]
نہ درویشاں بغض بخیلی نہ درویشاں وَیر

اخلاقیات

نوشہ صاحبؒ نے اخلاقی موضوعات پر بہت کچھ لکھا ہے۔ جس سے ان کے افکار کا اظہار ہوتا ہے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے والے ان کی گفتگو سے بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ آپ قولو لِلنّاس حسنا کی عملی تصویر تھے:

مٹھا بولن ہار ہے نوشہ سب دا یار   مندا بولن جگت وچ سبھسے کرے بیزار [3]
مٹھا بولن پردہ پاون نال مسکینی جالن   نار پرائی مول نہ تکن نیہوں نردھن نال پالن [4]

دنیا اور دنیا دار

دنیا کے عارضی اور بے ثبات ہونے کا ذکر ہر صوفی شاعر کے کلام میں ملتا ہے۔ نوشہ صاحبؒ نے بھی اپنی شاعری میں اس موضوع کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ لیکن آپ کا انداز بیان دیگر شعراء سے بالکل مختلف ہے:

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص236، گنج شریف ص320
2- ایضاً ص126 ، ایضاً ص321
3- ایضاً ص178 ، ایضاً ص382
4- ایضاً ص114 ، ایضاً ص382

دنی دار جیوں کتے کاؤں　　لبھن گند مردار دی تھاؤں[1]
کاں اکٹھے ہو کے کھاون　　کاں کاں کر ہم جنس بلاون
ہک دوئے نوں پھونکن کُتے　　لڑن گند مرداراں اُتے
ونڈ کھاون سو کاں کہاون　　لڑن جو کُتے ناں دھراون
اوہ بھلیائی اوہ بریائی　　دنیا داراں دی کیہ وڈیائی
نیکاں لعنت بداں کیا کہیے　　دنیا داراں تھوں پاسے رہیئے

نوشہ کہے پکار پکار
بھٹھ دنیا بھٹھ دنیا دار

ہندومت کا رد

نوشہ صاحبؒ نے جہاں شریعت کی پابندی پر زور دیا ہے وہاں عوام کو ہندودھرم کے نظریات سے محفوظ رکھنے کے لیے ہندومت کا ردّ بھی کیا ہے اور ان نظریات سے دور رہنے کی تلقین کی ہے۔آپ کا انداز بیان اس قدر پرکشش اور جاذب ہے کہ پڑھنے والا فوراً آپ سے متفق ہو جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

ہندو دھرم بڑا ہنکاری　　ایک ایک کو دیت خواری
کردے بُت پرستیاں جو مُورکھ اجان　　نوشہ نال کھڈاونے پرچے بال نادان[2]
ہندو ڈر دا مٹیوں مٹی تے سڑ دا　　مٹی ہوئے سواہ تھوں پھر مٹی پڑ دا[3]
سو مٹی گھمیار پھڑ بھانڈے گھڑ دا　　کناں گھئو دے گوشت دا اتے چلھے چڑھدا
نوشہ ہندو چور نیں گلاں لین چرا　　ایہناں نہ آون پاس دے ایہناں پاس نہ جا[4]

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص 258، گنج شریف ص 91-590
2- ایضاً ص 178　　ایضاً ص 400
3- ایضاً ص 278　　ایضاً ص 613
4- ایضاً ص 306　　ایضاً ص 614

مول نہ ایہناں نال مل ملن نہ دے سچیار ایہہ سبھ گل دے چور نیں بھٹھ ایہناں دا پیار

وحدت الوجود

فلسفہ وحدت الوجود ہر دور کے صوفیاء کا محبوب ترین موضوع رہا ہے۔ خاص طور پر پنجابی صوفی شعراء نے اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے۔ نوشہ صاحبؒ بھی اس عقیدے کے مالک تھے۔ لہٰذا انہوں نے اس نظریہ کے متعلق اپنے کلام میں بھر پور اشارے کیے ہیں۔ جن کے بارے میں ہم آئندہ صفحات میں تفصیلی بحث کریں گے۔ یہاں نمونے کے طور پر چند ایک اشعار دیکھئے:

جامی سعدی عربی رومی دم وحدت وچ مارے
لَا اِلٰـــہ اِلّا ھُــوَ فرمایا نوشہ مرشد پیارے [1]

اوہو اوہ دسیوے باطن ظاہرا اس بِن ہور نہ کوئی اندر باہرا
اوہو اپنا آپ نہ کوئی غیر ہے دُبھتا اندر ویر وحدت زَر وَیر ہے [2]
اول آخر پال پال ہکو ہک خدائے اس بِن ہور نہ لبھیئے نوشہ دے سنائے [3]
وحدت دے وچ آئیکے نوشہ بہشت پئے مرشد وہم گوائیا وہم خیال پئے [4]

علاوہ ازیں گنج شریف میں پنجاب کی تہذیب اور ثقافت کی خوبصورت تصاویر جو مقامی استعارے اور تشبیہات سے مزّین ہیں، پڑھنے والے کے دل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ گنج شریف پنجابی صوفیانہ شاعری میں گرانقدر اضافہ ہے۔ قبل ازیں اسکی مثال نہیں ملتی اور ممکن ہے کہ اس کے بعد بھی نہ ملے۔ ہم دیگر اہم موضوعات

1- کشکول نوشاہی (قلمی) ص 306، گنج شریف ص 453
2- ایضاً ص 143 ایضاً ص 439
3- ایضاً ص 90 ایضاً ص 455
4- ایضاً ص 91 ایضاً ص 456

پر تفصیلی بحث اگلے باب میں کریں گے۔

4- انتخاب گنج شریف (اردو شاعری)

یہ حضرت نوشہ صاحبؒ کے اردو کلام کا مجموعہ ہے۔ جسے 1975ء میں شرافت نوشاہی (مرحوم) نے پہلی بار مرتب اور دارالمورخین لاہور نے اسے زیور طباعت سے آراستہ کیا۔ اس مجموعہ میں تقریباً دو ہزار چارسو اشعار ہیں۔ گنج شریف کا مآخذ بھی وہی قلمی بیاض ہے جس میں نوشہ صاحبؒ کا پنجابی کلام موجود ہے۔ اس بیاض کے متعلق ہم گذشتہ صفحات میں تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔ اس لیے اس تفصیل کے اعادہ کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔

انتخاب گنج شریف موضوعات کے اعتبار سے پنجابی کلام سے قطعاً جدا نہیں ہے، یعنی اکثر وہی موضوع ہیں جو پنجابی کلام میں ادا ہوئے ہیں۔ مثلاً کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکواۃ، جہاد فی سبیل اللہ، حلال، حرام، سخاوت، نصیحت، ادب، تواضع، انکساری، عشق، محبت، صدق وصفا، اخلاق حسنہ، خدمت خلق، خوف و رجا، تسلیم و رضا، جذبہ و سلوک، گیان ومعرفت، ذات، صفات، فقر، فقیر، فقیری، فقر محمدیؐ کی حیثیت، مرشد، مرشد کی ضرورت، تصور شیخ، مرید یا طالب، عارف، حق الیقین، معارف النفس، شب بیداری، نہی عن المنکر، ایمان، ایمان بالغیب، بندگی، پلصراط، جیون، مردن، خودی، دوئی، شاہد ومشہود، صبر، ظاہر و باطن، فنا فی اللہ، فنا اور بقا، ہمہ اوست وغیرہ ہم۔ تمام مضامین پنجابی کلام کی طرح نہایت وضاحت سے بیان کیے گئے ہیں۔ لیکن جو بات انفرادیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ اردو کلام میں ہندی، سنسکرت، بھاشا اور قدیم پراکرتوں کے الفاظ کا بہت زیادہ استعمال ملتا ہے۔ اس کے علاوہ اصناف شعر کے اعتبار سے بھی قدرے وسعت و جدت نظر آتی ہے۔ آپ کے اردو کلام میں غزل، مثنوی، قصیدہ اور رباعی جیسی اصناف کا فقدان ہے۔ آپ نے کبھی کسی دربار سے تعلق قائم نہیں

کیا۔ اس لیے کبھی کسی کا قصیدہ نہ لکھا۔ بلکہ پنجاب کے مرکز لاہور سے دور رہ کر گاؤں میں سادہ زندگی گزاری۔ آپ کا کلام ان ہندی (پنجابی) اصناف شاعری میں موجود ہے۔ چھپہ (مسدس) سوّیہ، ٹاہر، پوہڑی، وار، چوپئی، (چومصرعہ) تگ جھولنا، مانجھ، کبت، ناد، وغیرہ۔ جبکہ اس دور میں قلی قطب شاہ اور اس کے دیگر معاصرین کے کلام میں اصناف سخن کے نام فارسی زبان میں ملتے ہیں۔ گنج شریف میں اصناف سخن کے خالصتاً پنجابی ناموں سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ شاہ جہان کے عہد میں اگرچہ فارسی زبان کا غلبہ تھا مگر اس کا دائرہ اثر صرف شہروں تک محدود تھا۔ دیہات اس اثر سے مبرا تھے۔ وہاں اصناف سخن کے مقامی نام ہی استعمال ہوتے تھے۔ اگرچہ اردو شاعری کئی حوالوں سے فارسی سے متاثر ہو چکی تھی۔

حضرت نوشہ صاحبؒ نے اپنے اردو کلام میں تقریباً 25 بحور کا استعمال کیا ہے۔ جن کی مثالیں پروفیسر اقبال مجددی نے انتخاب گنج شریف کے دیباچے میں پیش کی ہیں۔ (1)

پنجاب میں اردو شاعری کے تاریخی مطالعے سے انتخاب گنج شریف کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ پنجاب کے مقامی شعراء میں شاید نوشہ صاحبؒ سب سے قدیم صاحبؒ دیوان شاعر ہیں۔ گنج شریف کی تاریخی اور لسانی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

> ’’گنج شریف کو تین خصائص کی وجہ سے اہمیت حاصل ہے۔ اول تصوف کی کتاب کی حیثیت سے، دوم اردو تصنیف کی قدامت کے لحاظ سے اور سوم پنجاب میں اردو کے لحاظ سے۔ پروفیسر شیرانی اپنی کتاب ’’پنجاب میں اردو‘‘ میں لکھتے ہیں کہ پنجاب میں اردو شاعری دکن کے بعد اور دلی کے معاصرا شروع ہو جاتی ہے۔ یہ رائے انہوں نے شیخ

1- دیباچہ انتخاب گنج شریف ص 33 تا 36

عثمان جالندھری کے تذکرے میں ظاہر کی ہے۔ یہ شیخ عثمان حضرت
مجدد سرہندی (م 1034) کے پیر بھائی تھے۔جس کے معنی یہ ہوئے
کہ یہ ان کے معاصر تھے۔ پروفیسر شیرانی نے ان کی ایک غزل درج
کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ قدیم نمونے زیادہ تر ریختہ کی شکل میں
ہیں جن میں فارسی زیادہ ہے اردو کم۔ ان میں تخلص کم ملتا ہے اور
اوزان کچھ ہندی کے ہیں اور کچھ فارسی کے۔ گنج شریف کے مل جانے
سے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اردو شاعری پنجاب میں دکن کے بعد نہیں
شروع ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ شروع ہوئی۔ بلکہ یوں سمجھیئے کہ اس
سے بھی پہلے۔ کیونکہ گنج شریف میں محمد قلی قطب شاہ کے کلام کے
مقابلے میں زیادہ پختہ اور ترقی یافتہ زبان کے نمونے موجود ہیں۔
اردو کلام کے اوزان پچیس ہیں۔ فارسی ، ہندی اور پنجابی کی بحریں
استعمال ہوئی ہیں۔ اس میں شاعر نے جا بجا تخلص کا استعمال کیا ہے۔
اس کا مطلب یہ ہوا کہ گنج شریف نے پروفیسر شیرانی کی تحقیق کے
معیار سے بھی قدیم ترین سرمایہ اردو کی نشاندی کی ہے۔ اردو کا اولین
گھر یہی خطہ پنجاب تھا اور اب گنج شریف نے اس حقیقت کی ایسی
توثیق کر دی ہے کہ جسکی تردید نہیں ہو سکتی۔"(1)

انتخاب گنج شریف میں تصوف کے مختلف موضوعات پر نہایت خوبصورت اشعار موجود ہیں کہ قاری پر بے اختیار وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ اشعار دیکھئے:

ایک حق رسول بجق مکھ سوں کیا اقرار   من مانا رب رسول سوں تو پایا دیدار

1- انتخاب گنج شریف ص 12 , 13

اقرارؔ باللسان ہے درویشی کا کال   تصدیق بالقلب ہے درویشی کا حال
اسلام اقرار زبان کا دل کا صدق ایمان   حال صدق اقرار قال نوشہ کرے بیان [1]
نوشہ حب خدائے کی ایسی نیکی ہوئے   سانچے مرد محبؔ کو بدی نہ پوہے کوئے [2]

گنج شریف کی تاریخی اور لسانی اہمیت سے متعلق گفتگو ہم نوشہ صاحبؒ کی اردو شاعری کے باب میں کریں گے۔

مواعظ نوشہ پیر (پنجابی نثر)

مآخذ: مواعظ نوشہ دراصل نوشہ صاحبؒ کے نثری وعظ ہیں۔ جو شرافت نوشاہی کی کوشش اور محنت سے 1968ء میں پہلی بار روزنامہ امروز کے ادبی ایڈیشن میں شائع ہوئے۔ پھر اسی سال ''مواعظ نوشہ پیر'' کے نام سے کتابی صورت میں سامنے آئے۔ اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن مع مزید ایک وعظ کے 1973ء میں شائع ہوا۔ یوں 1973ء تک نوشہ صاحبؒ کے پانچ وعظ منظر عام پر آئے تھے۔ ان مواعظ کا ماخذ وہی مخطوطہ (کشکول نوشاہی) ہے جس سے آپ کی اُردو اور پنجابی شاعری سامنے آئی۔ 1974ء میں تحقیق کے دوران راقم کو لاہور میوزیم لائبریری میں محفوظ فقیر عزیز الدین کا قلمی روزنامچہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔[3] جس میں نوشہ صاحبؒ کا ایک ایسا وعظ ملا جو شرافت نوشاہی کے مرتب کردہ مواعظ نوشہ پیر میں موجود نہ تھا۔ فارسی روزنامچے میں پنجابی نثر دیکھ کر حیرت ہوئی۔ اس وعظ کی زبان اور افکار ان مواعظ سے مشابہ تھے، جو مواعظ نوشہ پیر کے نام سے چھپ چکے تھے اور اس وعظ کی ابتداء بھی حضرت نوشہ صاحبؒ کے نام سے ہوتی تھے۔ مثلاً

1- انتخاب گنج شریف ص262
2- ایضاً ص264
3- راقم نے پی ایچ-ڈی کے مقالہ میں سہواً 1974ء کی بجائے 1977ء درج کر دیا تھا۔

''سنو سگھڑے بالو، درویش نوشہ دی مت''

چنانچہ ہم نے اسے نوشہ صاحبؒ کے چھٹے اور شرافت نوشاہی مرحوم نے نصیحت نامہ کے عنوان سے شائع کر دیا۔

مواعظ کی اہمیت اور موضوع

ان مواعظ کی اہمیت چار حوالوں سے مسلّم ہے۔ (i) فکری (ii) لسانی (iii)ادبی (iv) تاریخی۔

فکری اعتبار سے ان مواعظ میں اسلام کی تبلیغ کا اعلیٰ مقصد پنہاں ہے۔ ان میں حضرت نوشہ صاحبؒ نے فقہ اور تفسیر کے مسائل بیان نہیں کیے اور نہ ہی توحید اور تصوّف کے دقیق مسائل و حقائق کو چھوا ہے۔ بلکہ شرع کے ابتدائی مسائل کو نہایت سادہ انداز میں بیان کیا ہے۔ اسی لیے شرافت نوشاہی (مرحوم) نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مواعظ حضرت نوشہ صاحبؒ کی زندگی کے ان لمحات کی یادگار ہیں جب آپ نے حضرت سخی شاہ سلیمان نوریؒ سے خلافت حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ [1] لیکن مواعظ کا متن اور افکار اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ نوشہ صاحبؒ نے یہ وعظ زندگی کے مختلف مراحل و ادوار میں بیان فرمائے ہیں۔ خاص طور پر چھٹے وعظ (نصیحت نامہ) کا بیان اور انداز ظاہر کرتا ہے کہ ممکن ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بیان فرمایا ہو۔

(i) فکری پہلو

ان مواعظ کے فکری پہلوؤں کا تجزیہ کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان مواعظ کا بہترین مقصد اسلام کے احکامات اور اصولوں کو لوگوں

1- مواعظ نوشہ پیر: تاج بکڈ پو لاہور 1968ء دیباچہ ص 24

تک سادہ انداز میں پہنچانا ہے، تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت جاگزین ہوجائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے نوشہ صاحبؒ سیدھا سادہ فکری رویہ اختیار کرتے ہیں۔ آپ وعظ کے آغاز میں جس مسئلے کو چھیڑتے ہیں آگے چل کر اسے تفصیل وصراحت سے بیان کرتے ہیں۔ جس طرح آپ نے پہلے وعظ کا آغاز اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے سے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''سائیں خودمختار ہے جومندا ہیس سو بندہ ہیس''

اس ایک مختصر جملے میں آپ نے دو باتیں بیان کی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرنی چاہیئے۔ یعنی انسان کہلانے کا وہی مستحق ہے جو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور اسکی عبادت کرتا ہے۔

اسلام کا پہلا رکن توحید ہے اور یہ بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ اسی لیے نوشہ صاحبؒ نے اللہ تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے سے وعظ کا آغاز کیا ہے اور ساتھ ہے اللہ تعالیٰ کو ماننے اور نہ ماننے والوں میں امتیاز ظاہر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تسلیم کرنے والوں کی نزع کے وقت کیسی حالت ہوگی اور انکار کرنے والوں پر کیسا عذاب نازل ہوگا۔ گویا نوشہ صاحبؒ نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور حاکمیت بیان کر کے انسان کو اسکی ادنیٰ حیثیت اور موت یاد دلائی ہے اور واضح کیا ہے کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ ایک مومن کی جان آسانی سے اور کافر کی جان مشکل سے نکلے گی۔ اسی وعظ میں آگے چل کر فرشتوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف امور انجام دینے کے لیے مختلف فرشتے مقرر کئے ہوئے ہیں۔ ایک مومن کے لیے ان فرشتوں پر ایمان لانا بے حد ضروری ہے۔ اسی طرح قیامت پر ایمان لانا بھی لازمی ہے۔ چنانچہ نوشہ صاحبؒ صور اسرافیل کے پھونکے، کائنات کی تباہی، پھر صور پھونکنے اور موت کے بعد کی زندگی کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگا۔ صداقت مومن کی دولت ہے۔ لہٰذا سچائی انسان کی زندگی کی سچی دوست اور برائی انسان کی بدترین دشمن

ہے۔ سچ بولنے والے ہمیشہ خوشحال اور جھوٹ بولنے والے ہمیشہ بدحال اور پریشان رہیں گے۔ حضرت نوشہ صاحبؒ اس بات کی وضاحت کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سچائی کا علمبردار اور فرعون کو جھوٹ کا نمائندہ بنا کر پیش کرتے ہیں اور قرآن مجید فرقان حمید کا حوالہ دیتے ہیں کہ آخر کار جھوٹ یعنی فرعون اپنے ساتھیوں کے ہمراہ غرق ہو گیا۔

جس طرح قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں کا ذکر ہے۔ اسی طرح نوشہ صاحبؒ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے اسکا شکر ادا کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے اس حقیقت کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کو حشر کے دن اس کے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی۔ نیک لوگوں کو بہشت اور گناہگاروں کو دوزخ میں جلایا جائے گا۔ نوشہ صاحبؒ بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں ''ایہہ جگ مٹھا تے اگلا کس ڈٹھا'' وہ سخت غلط فہمی کا شکار ہیں اور آخرت میں دوزخ میں جلائے جائیں گے۔ قیامت برحق ہے لیکن وہ کب آئیگی اس کے متعلق موت کی طرح کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر آئیگی ضرور۔ نوشہ صاحبؒ کے نزدیک دنیاوی لطف ایک گھڑی کی لذّت ہے۔ اس کے مزے جھوٹے ہیں۔ قیامت کے دن پورا پورا انصاف ہوگا۔ کھرے اور کھوٹے کو علیٰحدہ علیٰحدہ کر دیا جائیگا۔ جیسے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہا نہ مانا اور نقصان میں رہا اسی طرح سچ کی راہ پر چلنے والے گھاٹے میں نہ رہیں گے۔ نوشہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق سمجھو اور ایمان رکھو رب باقی اور سب کچھ فانی ہے۔ اُسی کے حکم سے قیامت آئے گی اور قیامت میں حساب کتاب کا ہونا برحق اور ناگزیر ہے۔

دوسرا وعظ

دوسرے وعظ کا موضوع انسانی دل ہے۔ نوشہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر وقت گناہوں میں ملوث رہتا ہے اس کے دل میں سیاہ داغ پیدا ہو جاتا ہے، جو دھیرے دھیرے پورے دل کو کالا کر دیتا ہے اور یہ داغ پختہ ہو جاتا ہے۔ جو دل لوہے کی طرح سخت ہو وہ بالکل سخت اور اندھیر ہو جاتا ہے۔ اس میں سے اللہ تعالیٰ کی یاد محو

ہو جاتی ہے۔ ایسا دل رکھنے والا شخص آخر کار دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ جب دنیا کا یہ چکر ختم ہو جائیگا اور موت آ جائیگی پھر ایسا وقت ہوگا کہ انسان نہ تو رب کی عبادت کر سکے گا اور نہ قبول ہوگی اس وقت کف افسوس ملنے کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

نوشہ صاحبؒ کا خیال ہے کہ جو شخص نیک لوگوں کی نصیحت سن کر مرشد کامل کی بیعت کرلے گا وہ سنبھل جائے گا، تو اس کے دل کا سیاہ داغ صاف ہو جائیگا۔ دل کے اف وشفاف آئینے میں خدا کے جلوے دکھائی دیں گے اور من میں اجالا ہو جائیگا۔ یوں انسان اپنی حقیقت کا شعور حاصل کرلے گا۔ اس مختصر وعظ میں نوشہ صاحبؒ نے نہایت جامع الفاظ میں مرشد کی اہمیت بیان کی ہے۔ کیونکہ کامل مرشد ہی مرید کو صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی معرفت سے شناسا کر سکتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ نوشہ صاحبؒ نے ہر طریقے سے انسان کو یاد الٰہی کا درس دیا ہے اور سمجھایا ہے کہ جو لوگ نیکو کاروں کی بات نہیں مانتے بلکہ ان کا تمسخر اڑاتے ہیں وہ آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنیں گے اور اپنی گزاری ہوئی زندگی پر نادم ہوں گے۔

تیسرا وعظ

تیسرے وعظ کا موضوع بھی دوسرے وعظ سے مربوط ہے۔ تاہم اس وعظ میں سچائی اور سچ پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی صلحا اور صوفیائے کرام کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلنے کی تلقین فرماتے ہیں:

> ''بابا! جے توں واٹ سچی سدھی، سوتی، سوکھی، سائیں والیاں دی
> ملیں، تاں کدیں نہ ٹھڑیں تے کدی نہ ٹھریں۔ پر ایہہ واٹ سائیں
> والیاں نال ملیاں، سچے ساتھ رلیاں، سچیاں گلاں سنیاں سمجھیاں،
> سچیاں دے آکھے لگ ٹریاں چلیاں لبھدی ہے۔ ایویں سکھالی
> ناہیں لبھدی۔''(1)

1- مواعظ نوشہ پیر ص 48

اسی موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے نوشہ صاحبؒ پھر ان لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں، جنہیں وہ پہلے کالے دل والے کہہ چکے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ نسل در نسل بگڑے ہوئے ہیں۔ یہ ہمیشہ گمراہ رہیں گے جب تک انہیں کوئی سیدھا راہ دکھانے والا راہبر نہیں مل جاتا۔ یہ دنیا نیکی کا راستہ دکھانے والوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سیدھا راہ دکھانے والوں کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ ان سچے لوگوں کا دامن پکڑ کر سیدھا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔

چوتھا وعظ

چوتھے وعظ کا موضوع سچے لوگوں کی اطاعت قبول کرنا ہے۔ اس موضوع کو واضح کرنے کے لیے نوشہ صاحبؒ نے ایک پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے کہ ان کی قوم غرور میں مبتلا تھی۔ غرور کے باعث انہوں نے نبی کی کوئی قدر نہ کی۔ اور انہیں بے حد ایذائیں پہنچائیں۔ یہاں تک کہ ان کی اونٹنی ذبح کر دی۔ جس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود پر قہر نازل فرمایا اور وہ قوم دنیا سے نیست و نابود ہوگئی۔ نوشہ صاحبؒ نے یہ واقعہ بیان کر کے نتیجہ نکالا ہے کہ اللہ کے نزدیک وہ شخص معتبر ہے جو نیک ہے۔ اللہ کے بندوں اور پیغمبروں کی مخالفت نقصان دہ ہے۔

پانچواں وعظ

اس وعظ میں ان نومسلم لوگوں کا تذکرہ ہے جو ایک طرف تو اسلام قبول کرتے ہیں اور دوسرے طرف غیر اسلامی عادتیں، اصول اور رسومات اپناتے ہیں۔ جیسے کچھ لوگ اذان سن کر کہتے ''سچ نام کرتار پرکھ'' جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ آپ اذان کو مانتے ہیں تو وہ کہتے کہ یہ الفاظ بے اختیار ہمارے منہ سے نکل جاتے ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ پانچواں وعظ نہیں بلکہ پہلا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس وعظ سے یہ احساس ملتا ہے کہ اس خطے کے لوگوں کی ایمانی صورت پہلے ایسی تھی۔ نوشہ صاحبؒ کی تبلیغِ دین کے بعد ان میں واضح تبدیلی پیدا ہوئی۔

چھٹا وعظ

اس وعظ میں نہ تو کوئی تمثیل موجود ہے اور نہ ہی کوئی فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار نیک بندوں سے پیار، ان کے ارشادات پر عمل، دکھی انسانوں کی خدمت، بھوکے ننگے لوگوں کی مدد، لالچ غرور تکبر سے دوری، ظلم اور زیادتی نہ کرنا، ادھار نہ لینا، اچھے اوصاف سے تہی دامن نہ ہونا، شیخی نہ بگھارنا، درویشی میں گزر بسر کرنا، ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہنا، مہمان کی خاطر و مدارات کرنا اور بزرگوں کی تعظیم کی ہدایت کی گئی ہے۔

اس وعظ کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ وعظ نوشہ صاحبؒ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا ہے۔ کیونکہ اس میں وعظ کم اور نصیحت زیادہ ہے۔ ممکن ہے کہ آپ نے یہ پند و نصائح اپنے صاحبزادوں اور خلفاء کو کیے ہوں۔ مجموعی اعتبار سے یہ تمام مواعظ اسلام کی تبلیغ کے نصاب کا درجہ رکھتے ہیں۔ جن میں اللہ کے لا شریک ہونے، حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے، قیامت کے برحق ہونے، حیات بعد الممات میں حساب کتاب ہونے اور اسلام کے ابتدائی اصولوں کا ذکر سادہ مگر دلچسپ انداز میں کیا ہے۔ انداز بیان، قرآن حکیم کے انداز بیان سے مشابہ ہے۔ لہٰذا جہاں اللہ تعالیٰ کی بندوں کو دی گئی نعمتوں کا ذکر ہے وہاں منکروں کے لیے جہنم کا عذاب موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وعظ کے پڑھنے اور سننے والے اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ خود بخود اسلام کے سچے راستے پر چلنے لگتے ہیں۔

(ii) لسانی پہلو

ان مواعظ کا لسانی حوالے سے تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاہ جہانی دور کی پنجابی نثر کا بہترین نمونہ ہیں۔ نوشہ صاحبؒ نے ان میں نیم لہندی بولی استعمال کی ہے۔ اسی لیے مرکزی بولی کے مستقبل کے صیغے میں ''ہووے گا'' کی جگہ ''ہوسی'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یونہی مرکزی بولی کے لفظ ''اک'' کی بجائے ''ہک'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ان مواعظ میں پوٹھوہاری لہجے کا اثر بھی جھلکتا ہے۔ پوٹھوہاری الفاظ کر لیا ہیس '' آ کھیا ہیس'' وغیرہ ۔لیکن اس بولی کو نہ تو مکمل طور پر پوٹھوہاری قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مکمل لہندی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سرگودھا، جھنگ، ملتان، ڈیرہ غازی خان کی لہندا بولیوں اور نوشہ صاحبؒ کے مواعظ کی لہندا نما بولی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان الفاظ کے علاوہ آپ نے انت ، دھیرج، سکھر، ناہیں، سبھسے وغیرہ الفاظ بھاشا کے استعمال کیے ہیں۔ بھاشا کا اثر صرف الفاظ پر ہی نہیں بلکہ کسی حد تک گرائمر پر بھی نظر آتا ہے۔

(iii) ادبی پہلو

ان مواعظ کا ادبی پہلو دیکھا جائے تو ان میں نہایت دلکش تشبیہات ، بلیغ استعارے اور محاورے دکھائی دیتے ہیں۔ نثر میں توازن ہے۔مختصر الفاظ میں وسیع مفاہیم کو ادا کیا گیا ہے یعنی کوزے میں دریا کو بند کر دیا ہے۔ ان مواعظ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں گفتگو کا سا انداز ہے۔ جس سے اس دور کے عوامی لہجے کی نشاندہی ہوتی ہے۔

(iv) تاریخی پہلو

تاریخی اعتبار سے یہ مواعظ پنجابی نثر میں بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کو سامنے رکھ کر ہم قدیم زمانے میں پنجابی نثر کے آغاز اور ارتقاء کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور معلوم کر سکتے ہیں کہ آج سے تین چار صدیوں قبل کس قسم کی پنجابی نثر لکھی جاتی تھی اور موجودہ دور تک اس میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق یہ مواعظ پنجابی نثر کا سب سے قدیم نمونہ ہیں اس لیے پنجابی ادب کا کوئی بھی طالب علم نوشہ صاحبؒ کی نثر نگاری سے اغماز نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس نثر کے بغیر پنجابی ادب کی تاریخ مکمل ہو سکتی ہے۔

غیر مطبوعہ کتب کا تعارف

1- ذخائر الجواہر المعروف ارشادات نوشاہیہ (فارسی)

سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ کل صفحات 77 کاغذ پاکستانی سفید۔ کاتب شرافت نوشاہی حضرت نوشہ صاحبؒ کی مختلف سوانح عمریوں (تذکروں) میں سے آپ کے چھ سو چالیس ارشادات یکجا کیے گئے ہیں۔ شرافت صاحب نے ان کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا ہے۔ زیادہ تر ارشادات چہار بہار سے ماخوذ ہیں۔ شرافت نوشاہی نے یہ کتاب 1952ء میں مکمل کی۔ اس کی لکھائی خوبصورت ہے۔ فکری اعتبار سے چہار بہار کی مانند اسے چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

i- پہلی فصل میں ۔ مقام شریعت، حقوق اللہ، تحصیل علم، عمل، نماز، روزہ، جہاد، تبلیغ، علماء کی قدر، شہادت، قیامت، حقوق العباد، والدین کے حقوق، استاد کے حقوق، مزدوروں کے حقوق، صلہ رحمی، رشتہ داری، لوگوں کی خدمت،

معاونت ، انتقام ، دنیا ، مقام طریقت ، منزل ملکوت ، عبادت ، ذکر فکر ، صبر ، حیاء ، عفو، محاسبہ، احسان شناسی ، سیر وسفر ، زیارت کاملین ، حفظ مراتب ، قبول ہدیہ ، سماع اور وجد جیسے موضوعات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

-ii دوسری فصل میں طریقت کے احوال ،حق کا طالب ، مرید ، مرشد ، مرید کے حقوق ، درویش ، فقیر ، مرد کامل ، شیخ کامل ، آداب شیخ ، آداب فقراء ، طریقت کے آداب ، مشائخ کی امداد ، فقراء کے مُنکر ، پیر خانہ ، پیر بھائی ، بیعت طریقت ، خرقہ خلافت ، خلافت کبریٰ ، خلیفہ ، خلیفہ اکبر اور آداب خلیفہ اکبر جیسے مضامین قلمبند کیے گئے ہیں۔

-iii تیسری فصل میں مقام حقیقت ، منزل جبروت ، اولیاء اللہ کی زیارت ، اولیا اللہ کی قبور کی زیارت کرامت الہام اور ہمہ از اوست جیسے مسئلے بیان کیے گئے ہیں۔

-iv چوتھی فصل میں عشق ، عاشق عارف ، صاحبِ منصب قطبیت فردیت اور توحید وجودی جیسے مسائل شامل ہیں۔ یہ مخطوطہ شرافت نوشاہی کے ذاتی کتب خانہ موضع ساہنپال کی ملکیت ہے۔

-2 کلمات طیبات المعروف ملفوظات نوشاہیہ (فارسی)

سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ کل صفحات 101 پاکستانی سفید کاغذ۔ کاتب شرافت نوشاہی اس میں چہار باہر سے لیے گئے نوشہ صاحبؒ کے تقریباً ایک ہزار ارشادات جمع کیے گئے ہیں۔ جو 1957ء میں مکمل ہوئے۔ زیادہ تر کلمات میں ناصحانہ انداز ہے۔ مرتب نے جواہرات کے نام سے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔

3- جواہر مکنون المعروف اسرار و معارف

سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ کل صفحات 8 پاکستانی سفید کاغذ۔ کاتب شرافت نوشاہی

چہار بہار کے آخری حصہ میں سے نوشہ صاحبؒ کے چالیس ارشادات لے کے 1956ء میں شرافت نوشاہی نے جواہر مکنون کے نام سے مرتب کیے۔ یہ تمام کلمات سوالاً جواباً ہیں اور اردو ترجمے کے ساتھ ساتھ عبدالروف نوشاہی کے نام کیساتھ نوری کتب خانہ سے بھی چھپ چکے ہیں۔

4- لطائف الاشارات

سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ کل صفحات 11 پاکستانی سفید کاغذ۔ کاتب شرافت نوشاہی

سال ترتیب 1954ء

لطائف الا شارات میں نوشہ صاحبؒ کے چالیس ارشادات شامل ہیں۔ جو چہار بہار سے ماخوذ ہیں۔ شرافت نوشاہی نے ان کو اردو میں ترتیب دیا ہے۔ ان میں مندرج ارشادات کے عنوان یوں ہیں۔

1- علم ظاہری ، 2- علم لدنی ، 3- علماء کی عزت ، 4- علماء ، 5- تدریس ، 6- مسائل ، 7- طالب ، 8- فقر ، 9- فقیر کا قلب لوح محفوظ کی مانند ، 10- فقیر کی حالت کا احترام ، 11- الہام ، 12- درویش ، 13- درویش کا لالچ سے پاک رہنا ، 14- عارف ، 15- عارف کا مقام ، 16- مراد ، 17- شریعت ، 18- شریعت پر چلنا ، 19- مہمان نوازی ، 20- اولیاء اللہ ، 21- اولیاء اللہ کے پاس جانے کی اجازت ، 22- تصوف اولیاء ، 23- اولیاء کے کمالات ، 24- سماع ، 25- سماع کی حدود ، 26- وجد ، 27- منکرین سماع کا حال ، 28- ضرورت شیخ ، 29- شیخ کامل ، 30- آداب شیخ ، 31- شیخ کا

کلام سننا، 32-حفظ قرآن، 33-پردہ پوشی، 34-خرقہ، 35-عطائے سائل،
36-ذکر رسولؐ، 37-سلسلہ قادریہ، 38-سلسلہ نوشاہیہ، 39-اظہار توحید،
40-غیر حق کے متعلق مفید اور مفصل معلومات ہیں۔

5- معارف تصوف

سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ کل صفحات 8 پاکستانی سفید کاغذ۔ کاتب شرافت نوشاہی سال ترتیب 1953ء

یہ کتاب فارسی نظم میں ہے۔ اور یہ مختصر کلام مجلّہ بصائر کراچی اکتوبر 1970ء میں شائع ہو چکا ہے۔

شرافت نوشاہی صاحب نے اس کلام کے مآخذ کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ واقعی یہ کلام نوشہ صاحبؒ کا ہے؟ اگر ہے تو انہوں نے کہاں سے حاصل کیا ہے؟ لہٰذا ہم یہاں کتاب پر تبصرہ کرنے سے قاصر ہیں۔ اس میں شامل کلام کا موضوع، نفس، دل اور روح ہے۔ چند ایک اشعار چہار بہار میں سے لیے گئے ہیں۔ اغلب ہے کہ یہ سارا کلام نوشہ صاحبؒ کی تخلیق نہیں ہے۔

ذخائر الجواہر، کلمات طیبات، جواہر مکنون، لطائف الاشارات اور معارف تصوف کا زیادہ تر مواد چہار بہار سے اخذ کیا گیا ہے اور چہار بہار کے متعلق ہم گذشتہ اوراق میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ لہٰذا تکرار اور طوالت سے بچنے کے لیے ہم نے یہاں مذکورہ کتب کے مختصر تعارف پر ہی اکتفا کیا ہے۔